۵

مصلح موعود کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیاں

(فرمودہ یکم فروری ۱۹۳۵ء)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

چونکہ پچھلے خطبہ میں دیر ہو جانے کی وجہ سے مجھے اختصار کرنا پڑا تھا اس لئے بعض حصے چھوڑنے پڑے تھے جن حصوں کے ٹکڑے میں نے بیان کر دیئے تھے ان کے بقیہ حصوں کے بیان کی تو ضرورت نہیں لیکن ایک حصہ بالکل چھوٹ گیا تھا اور میں سمجھتا ہوں باہر سے خطوط جو آئے ہیں ان کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کے متعلق کچھ بیان کرنا ضروری ہے اور میں آج اس حصہ کے متعلق بعض باتیں کہنی چاہتا ہوں۔

میں نے ایک گزشتہ خطبہ میں جو شاید ۔۴ جنوری کو پڑھا تھا ذکر کیا تھا کہ بعض دوستوں کو ایسے رؤیا ہوئے ہیں جن کی بناء پر وہ شبہ کرتے ہیں کہ شاید اللہ تعالیٰ کے نزدیک میرے کام کا وقت پورا ہو چکا ہے اور وہ رؤیا میری وفات پر دلالت کرتے ہیں۔ اسی سلسلہ میں مَیں نے بعض اپنے رؤیا بھی بیان کئے تھے اور گو ان میں وضاحت ایسی باتوں کی نہ تھی لیکن ان میں اشتباہ کا رنگ تھا اور خیال کیا جا سکتا ہے کہ گو ان ایام میں جن میں لوگوں کو شبہ تھا یہ بات نہ ہو مگر ان کے بعد کے قریب کے ایام میں کوئی بات ایسی ہونے والی ہو کیونکہ فرشتہ کا چھپانا ایسا شبہ پیدا کر سکتا ہے اس پر باہر سے بعض دوستوں کے

خطوط آئے ہیں جو میرے ساتھ اس قسم کے اخلاص کے اظہار پر مشتمل ہیں اور ان میں ایسا رنگ محبت کا پایا جاتا ہے جو مجھے مجبور کرتا ہے کہ ان کے متعلق اپنے خیالات ظاہر کروں۔ان میں جو خالی محبت اور اخلاص ہے اس کے متعلق میں کیا اظہار خیالات کرسکتا ہوں۔ ہر شخص اپنے اخلاص کے مطابق اللہ تعالیٰ سے جزاء پاتا ہے۔ جسے لِلّٰہِ فِی اللّٰہِ میرے ساتھ محبت کا تعلق ہوگا یقیناً وہ اپنے اخلاص کے مطابق اس کی جزاء پائیگا اس لئے اس کے ذکر کی کوئی ضرورت نہیں لیکن بعض دوستوں نے ایسے خیالات کا اظہار کیا ہے کہ یہ امر ایک مذہبی مسئلہ بن جاتا ہے اور اس لئے میں اس کے متعلق کچھ کہنا ضروری سمجھتا ہوں۔

وہ خیال یہ ہے کہ بعض دوستوں نے لکھا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض پیشگوئیاں آپ کے متعلق ہیں اور جب ہم ان پیشگوئیوں کو درست مانتے ہیں تو یہ کس طرح سمجھ لیں کہ آپ کی وفات اسی زمانہ میں ہونے والی ہے اور گو ان خوابوں کی بناء پر کوئی یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتا کہ آپ کی وفات کب ہوگی لیکن اس زمانہ میں اس کا امکان بھی ہم کیسے سمجھ سکتے ہیں۔ اور میں آج اس امر کے متعلق بیان کرنا چاہتا ہوں کہ خوابوں کا کیا مقصد ہوتا ہے اور پیشگوئیاں کس طرح مشروط ہوتی ہیں۔پہلی بات اس کے متعلق یہ یاد رکھنی چاہئے کہ کسی کی موت کے متعلق خواب کی یقینی تعبیر یہی نہیں ہوتی کہ وہ فوت ہو جائے گا کیونکہ رؤیا میں موت دیکھنے کے کئی معنی ہوتے ہیں موت کے معنی زندگی کی طوالت بھی ہوتی ہے جب کوئی شخص خواب میں دیکھے کہ کوئی شخص فوت ہو گیا ہے تو کبھی اس کے معنی یہ بھی ہوتے ہیں کہ اس کی عمر دراز ہوگی اگر کوئی دیکھے کہ کوئی قتل ہو گیا ہے تو اس کے معنی بسا اوقات یہ ہوتے ہیں کہ اس شخص کو یقین اور وثوق کا درجہ حاصل ہوگا۔قتل بعض دفعہ یقینِ کامل اور ایمانِ کامل پر دلالت کرتا ہے اور کبھی موت کے معنی تعلق باللہ کے ہوتے ہیں۔صوفیاء کا مشہور قول ہے کہ مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا [1]۔یعنی مرنے سے پہلے مر جاؤ جس کا مطلب یہ ہے کہ اپنے نفسوں کو کچل دو، نیکی تقویٰ پیدا کرلو، تو موت سے پہلے انسان پر جو موت آتی ہے یعنی جذبات کا مارنا وہ بھی موت ہی کہلاتی ہے۔اس لحاظ سے موت کی تعبیر یہ بھی ہوسکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنے نفس کی ایسی اصلاح کا موقع دے جو مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا کے مطابق موت کہلا سکے۔ پھر قتل کے معنی قطع تعلق کے بھی ہوتے ہیں رسول کریم ﷺ کی وفات کے بعد جب صحابہ میں خلافت کے متعلق اختلاف پیدا ہوا،

انصار کا خیال تھا کہ خلافت ہمارا حق ہے ہم اہلِ بَلد ہیں کم سے کم اگر ایک مہاجرین میں سے خلیفہ ہو تو ایک انصار میں سے ہو، بنو ہاشم نے خیال کیا کہ خلافت ہمارا حق ہے رسول کریم ﷺ ہمارے خاندان سے تھے اور مہاجرین گو یہ چاہتے تھے کہ خلیفہ قریش سے ہونا چاہئے کیونکہ عرب لوگ سوائے قریش کے کسی کی بات ماننے والے نہ تھے مگر وہ کسی خاص شخص کو پیش نہ کرتے تھے بلکہ تعین کو انتخاب پر چھوڑنا چاہتے تھے مسلمان جسے منتخب کرلیں وہی خدا تعالیٰ کی طرف سے خلیفہ سمجھا جائے گا۔ جب انہوں نے اس خیال کا اظہار کیا تو انصار اور بنو ہاشم سب ان سے متفق ہو گئے مگر ایک صحابی کی سمجھ میں یہ بات نہ آئی۔ یہ وہ انصاری صحابی تھے جنہیں انصار اپنے میں سے خلیفہ بنانا چاہتے تھے اس لئے شاید انہوں نے اس بات کو اپنی ہتک سمجھا یا یہ بات ہی ان کی سمجھ میں نہ آئی اور انہوں نے کہہ دیا کہ میں ابوبکر کی بیعت کے لئے تیار نہیں ہوں۔ حضرت عمرؓ کا اس موقع کے متعلق ایک قول بعض تاریخوں میں آتا ہے کہ آپ نے فرمایا اُقْتُلُوْا سَعْدًا یعنی سعد کو قتل کردو۔ لیکن نہ انہوں نے خود ان کو قتل کیا نہ کسی اور نے۔ بعض ماہرِ زبان لکھتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کی مراد صرف یہ تھی کہ سعد سے قطع تعلق کرلو۔ بعض تاریخوں میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت سعد باقاعدہ مسجد میں آتے تھے اور الگ نماز پڑھ کر چلے جاتے تھے اور کوئی صحابی ان سے کلام نہ کرتا تھا پس قتل کی تعبیر قطع تعلق اور قوم سے جُدا ہونا بھی ہوتی ہے اور ان معنوں کے لحاظ سے میرے متعلق جو خواب دوستوں کو آئے وہ پورے بھی ہو چکے ہیں۔ آج مسلمانوں کے ایک طبقہ نے ہمارا بائیکاٹ کیا ہوا ہے اور وہ کہہ رہے ہیں کہ ان کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں اور اس کی تعبیر کے لحاظ سے یہ خواب پورے ہو چکے اور ہمیں انتظار کی بھی ضرورت نہیں۔ پس قتل اور موت کی تعبیریں مختلف ہوتی ہیں اور صرف ایک ہی تعبیر ایسی رؤیا کی نہیں ہوتی اور یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اس کا ضروری یہی مطلب ہے اور یہ نہیں ہے۔ کبھی موت کے معنی موت کے بھی ہوتے ہیں اور کبھی اور میں نے اپنی زندگی میں بیسیوں دفعہ رؤیا میں دیکھا ہے کہ بعض دانت گر گئے ہیں اور عام طور پر اگر دیکھا جائے کہ دانت گر کر مٹی میں مل گئے ہیں تو اس کی تعبیر موت ہی ہوتی ہے لیکن اگر دیکھا جائے کہ مٹی میں نہیں ملے اور ہاتھ میں یا کسی اور محفوظ جگہ میں ہیں اور صاف ہیں تو اسکی تعبیر لمبی عمر ہوتی ہے کیونکہ دانت عام طور پر لمبی عمر میں ہی گرتے ہیں۔ خدا کی قدرت ہے کہ ادھر تو ایسے رؤیا ہوئے اور ادھر گزشتہ چند دنوں کی بات ہے میرے دانتوں میں ایسا شدید درد ہوا کہ جو پہلے کبھی نہیں ہوا تھا اور اس

سے دانت ہلنے لگ گئے اور میں نے سمجھا کہ شاید اسی طرح بیماری سے دانت گر کر وہ خواب پوری ہو جائے گی اور اس کے معنی لمبی عمر کے نہیں ہوں گے مگر دوسرے تیسرے دن وہ پھر اپنی جگہ قائم ہو گئے ۔تو تعبیریں ایسے رنگ میں ہوتی ہیں کہ کوئی شخص قبل از وقت نہیں کہہ سکتا کہ خواب کس رنگ میں پورا ہو۔ پھر میں نے اس کا اظہار کیوں کیا یہ میں آگے چل کر بیان کروں گا لیکن یہ بات اچھی طرح یاد رکھنی چاہیئے کہ خواب کے ساتھ جب تک علامتیں ایسی نہ ہوں یا واضح طور پر بتا نہ دیا جائے کسی ایک معنی پر حصر نہ کرنا چاہیئے مثلاً اگر ایک شخص خواب میں دیکھتا ہے کہ اس کے دانت گر گئے ہیں اور اس کے ساتھ ایسی علامتیں بھی پیدا ہو جاتی ہیں یا الہاماً اسے بتا دیا جاتا ہے کہ عمر اب ختم ہے تو بے شک اس خواب کی تعبیر یہی سمجھی جائے گی لیکن اگر یہ نہ ہو تو صرف دانت گرنے سے یقینی طور پر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ موت واقع ہونیوالی ہے ۔تو بعض جگہ کوئی ایسی بات آجاتی ہے جو اسے قطعی بنا دیتی ہے یا کوئی ایسی علامتیں ظاہر ہو جاتی ہیں لیکن اگر یہ دونوں صورتیں نہ ہوں تو رؤیا کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ اس نے انسان کو وسیع دائرہ سے نکال کر ایک چھوٹے دائرہ میں کھڑا کر دیا۔ مثلاً ایک انسان دیکھتا ہے کہ اس کے دانت گر گئے ، اس کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ اس کا کوئی رشتہ دار فوت ہوگا ، یہ بھی کہ لمبی عمر پائے گا اور گواب بھی یہ نہیں کہہ سکتے تھے کہ اس کا کوئی رشتہ دار فوت ہوگا یا وہ خود فوت ہوگا اور شُبہ باقی رہتا تھا مگر احتمال محدود ہو گیا اور یہ پتہ لگ گیا کہ دو چار باتوں میں سے ایک ضرور ہے حالانکہ انسان کے ساتھ ہزاروں احتمالات لگے ہوئے ہیں اس لئے یہ نہیں کہہ سکتے کہ رؤیا کا کوئی فائدہ نہیں ۔ایک شخص خواب میں دیکھتا ہے کہ وہ طاعون سے مرے گا اس کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ وہ قتل ہوگا ۔ یہ بھی کہ اسے کھجلی کی بیماری ہو گی یہ بھی کہ اسے طاعون ہوگا اور یہ بھی کہ دشمن اس پر حملہ کرے گا اور سخت اعتراض کرے گا مگر کیا سارے انسان ان چاروں باتوں میں سے ایک نہ ایک میں ضرور مبتلا ہوتے ہیں ۔ لاکھوں کروڑوں لوگ ایسے ہوتے ہیں جن میں یہ چاروں باتیں نہیں ہوتیں بلکہ اور بھی سینکڑوں نہیں ہوتیں ۔ پس خواب کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ وہ انسانی مستقبل کو ہزاروں احتمالات کے دائرہ سے نکال کر چند احتمالات کے اندر محدود کر دیتی ہے پھر کبھی وہ تقدیر مبرم ہوتی ہے اور کبھی اس کی غرض یہ ہوتی ہے کہ انسان ہوشیار ہو جائے اور بچاؤ کی تدابیر کرے مثلاً ایک شخص خواب میں دیکھتا ہے کہ اسے بخار چڑھا ہے تو اس کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ اگر وہ احتیاط نہ کرے گا تو حالت ایسی ہے کہ ضرور

بخار چڑھ جائے گا لیکن اگر کونین کھالے تو ہوسکتا ہے کہ نہ چڑھے۔ پس بسا اوقات انسان کو حزم اور احتیاط سکھانے کے لئے بھی خواب آتے ہیں۔ ایک شخص کو رؤیا ہوتا ہے کہ تم مر جاؤ گے گو اس کا مطلب یہی ہو کہ وہ مر جائیگا لیکن ہوسکتا ہے کہ یہ موت اس کے موجودہ حالات کا نتیجہ ہو اور اس کے لئے ان حالات کو بدل کر موت سے بچ جانا ممکن ہو۔ مثلاً وہ بیمار ہے اور پرہیز کرے یا علاج کرائے تو بچ جائے یا اگر دشمن کے حملہ سے موت کی خبر ہے اور وہ اس سے ہوشیار ہو جائے تو رؤیا کی تعبیر بھی بدل جائے غرض ہر رؤیا تقدیر مبرم نہیں ہوتی بلکہ بعض دفعہ اس کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ حالات ایسا چاہتے ہیں اور اگر حالات بدل جائیں گے تو تعبیر بھی بدل جائے گی۔ پس جن رؤیاؤں کا میں نے ذکر کیا ہے ان کا یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ حالات کے نتیجہ میں ایسا ہوسکتا ہے لیکن اگر احتیاط کرو، دعائیں کرو اور صدقہ وخیرات کرو تو ممکن ہے خدا بدل دے اور یہ بھی ممکن ہے کہ ان خوابوں کے وہ اچھے معنی ہوں جو میں نے پہلے بیان کئے ہیں۔

اب میں اس سوال کو لیتا ہوں جو بعض دوستوں نے لکھا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض رؤیا اور پیشگوئیاں آپ سے منسوب ہیں۔ پھر یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ آپ کی اتنی عمر ہی ہو اور چونکہ بعض دشمنوں کی طرف سے ابھی یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ سبز اشتہار والی پیشگوئی میرے متعلق نہیں اور کہ میں خود اس کے اپنے متعلق ہونے سے انکار کرتا ہوں اس لئے میں اس کے متعلق بھی کچھ بیان کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔

یہ بات قطعاً غلط ہے کہ میں اس کے اپنے متعلق ہونے سے انکار کرتا ہوں میں جس بات کا انکار کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ اس پیشگوئی کو کسی مأمور کے متعلق سمجھا جائے یا یہ سمجھا جائے کہ جس کے متعلق یہ ہے اس کے لئے الہاماً ایسا دعویٰ کرنا لازمی ہے بعض باتوں کا بے شک الہاماً دعویٰ سے تعلق ہوتا ہے لیکن بعض کا ظاہری مادی حالات سے پتہ چل جاتا ہے کہ بات یوں ہے۔ کوئی شخص خواب میں دیکھتا ہے کہ اس کا کوئی عزیز فوت ہو گیا۔ اب کیا ضروری ہے کہ اس کی وفات کے بعد دوسرے رشتہ دار الہاماً دعویٰ کریں کہ خواب اسی کے متعلق تھا جو فوت ہو چکا۔ احادیث میں ریل گاڑی کے متعلق پیشگوئی ہے تو کیا اس کے یہ معنی ہوں گے کہ ریل الہاماً اس کا دعویٰ کرے تب اس پیشگوئی کے اس کے متعلق ہونے کا یقین کیا جائے پس دعویٰ اور وہ بھی الہاماً ضروری نہیں۔ اگر یہ ضروری ہوتا تو احادیث میں

بے جان چیزوں کے متعلق پیشگوئیاں نہ ہوتیں ۔پس میں جو بات کہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ضروری نہیں جس کے متعلق یہ پیشگوئی ہے اسے اس کے متعلق الہام بھی ہو اور پھر وہ دعویٰ کرے گو میں یہ بھی نہیں کہتا کہ ضروری ہے کہ الہام نہ ہو ممکن ہے ہو جائے لیکن ضروری نہیں ۔ میں ابھی بچہ ہی تھا کہ حضرت خلیفہ اوّل کا خیال تھا کہ یہ پیشگوئی میرے متعلق ہے اور اس میں بہت سی باتیں ہیں جنہیں خدا نے میرے ذریعہ پورا کیا مثلاً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نام کا اکنافِ عالم میں پھیلنا مختلف قوموں کا سلسلہ میں داخل ہونا ۔حضرت خلیفہ ءاوّل کے زمانہ میں گو انگلستان میں مشن قائم تھا مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نام کو خواجہ صاحب زہرِ ہلاہل سے تعبیر کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ سَمِّ قاتل ہے اور اللہ تعالیٰ نے یہ بات میرے ہی زمانہ میں پوری کی کہ آپ کا نام تمام دنیا میں پھیل گیا اور اب بیرونی ممالک میں ہزاروں کی جماعتیں ہیں اور مشن مختلف علاقوں میں پھیل گئے ہیں ۔اس وقت ہندوستان سے باہر بیسوں مقامات پر جماعتیں ہیں جو سب میرے زمانہ میں قائم ہوئیں ۔سماٹرا، جاوا، سیلون ، ماریشس، ٹرینیڈاڈ، امریکہ کی جنوبی ریاستیں، انگلستان ، روس ، شام ، فلسطین ، مصر، الجزائر، گولڈکوسٹ ، نائیجیریا ، سیرالیون ، ایران یہ سب نئی جماعتیں ہیں جو میرے زمانہ میں قائم ہوئیں ۔ان کے علاوہ بھی کئی دوسرے ممالک میں اکادکا احمدی ہیں تو سوائے افغانستان کی جماعت کے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں قائم ہوئی ۔یا ایک دو آدمیوں کے جو عرب میں تھے باقی جتنی جماعتیں باہر ہیں وہ سب میرے زمانہ میں قائم ہوئیں اور خدا کے فضل سے میرے ہی زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام چاروں طرف پھیلا ۔پھر کثرت جو اس زمانہ میں حاصل ہوئی اور جو نظام قائم ہو ٔا وہ بھی غیر معمولی حیثیت رکھتا ہے ۔ جتنے آدمی آج میرے جمعہ میں ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کے آخری جلسہ میں اس سے چوتھا حصہ جلسہ سالانہ میں تھے ۔قبر سے گز بھر ورے تک مسجد تھی اور جہاں میں کھڑا ہوں صرف یہاں سے وہاں تک آدمی تھے اور آپ بہت خوش تھے کہ ہماری جماعت پھیل گئی ہے مگر آج اس سے چار گنا ہ جمعہ میں ہیں ۔عورتیں اس کے سوا ہیں اگر انہیں بھی شامل کر لیا جائے تو چار گنے سے بھی زیادہ آدمی آج جمعہ میں ہیں اور غور کرو یہ اللہ تعالیٰ کا کتنا بڑا فضل ہے پھر کوئی دن ایسا نہیں کہ جماعت میں اضافہ نہ ہو اور یہ ایسی بات ہے کہ بعض انگریزوں سے میں نے دورانِ گفتگو میں اس کا ذکر کیا تو وہ حیران رہ گئے ۔میری خلافت کے بیس سالہ عرصہ میں مجھے یاد

نہیں کوئی دن بھی ایسا گزرا ہو جب کوئی شخص جماعت میں داخل نہ ہؤا ہو۔ بعض دنوں میں تو بیسیوں سینکڑوں تک داخل ہوتے ہیں مگر ایک دو سے خالی دن تو کبھی نہیں ہؤا۔ غور کرو کتنا لمبا عرصہ ہے، اکیسواں سال ختم ہونے والا ہے مگر ایک دن میری زندگی کا ایسا نہیں گزرا کہ کوئی احمدی نہ ہوا ہو۔ اوّل تو ڈاک میں ہی درخواست بیعت میں کبھی ناغہ نہیں ہؤا لیکن اگر ڈاک میں کوئی ایسا خط کبھی نہ آئے تو میں جب باہر نکلا تو مسجد میں ہی کسی نے بیعت کر لی۔ پس اللہ تعالیٰ نے میرے زمانہ میں جماعت کو غیر معمولی ترقی دی ہے اور پھر منظّم ترقی۔ جو لوگ آتے ہیں وہ ٹھہرتے ہیں استقلال دکھاتے ہیں اور ایک لڑی میں پروئے جاتے ہیں اور جماعت برابر بڑھتی جارہی ہے۔ پچھلی مردم شماری کے موقع پر مردم شماری کے افسر نے صوبہ سرحد کے متعلق سرکاری رپورٹ میں لکھا کہ جماعت احمدیہ چار گُنا بڑھ گئی ہے اور اہلحدیث فرقہ کم ہوگیا ہے پس جماعت احمدیہ کی ترقی ایسے رنگ میں چلتی ہے کہ دوست دشمن سب کو حیرت میں ڈالتی جارہی ہے۔

بیرونی ممالک میں بعض جگہ ہزاروں کی جماعتیں ہیں اور ان میں سے ایسے ایسے مخلص لوگ ہیں کہ حیرت ہوتی ہے گزشتہ ہفتہ ہی امریکہ سے مجھے ایک چٹھی آئی ہے، یورپ اور امریکہ کے لوگوں کی زندگی ایسی نہیں ہوتی جیسی ہمارے ملک کے لوگوں کی ہے، کھانے پینے پہننے اور رہائش میں وہاں کے غریب ایسے پُر تکلّف ہوتے ہیں جیسے ہمارے ہاں کے امیر۔ امریکہ میں غریبوں کی آمدنی تین چار سو روپیہ ماہوار ہے لیکن یہاں اگر کسی کی اتنی آمد ہو تو وہ زمین پر قدم نہیں لگنے دیتا۔ مگر وہاں کے غریب کا اتنا خرچ ہوتا ہے۔ ایسے ملک میں سمجھ لو کس قسم کی زندگی کے وہ لوگ عادی ہوں گے پھر وہ مذہبی پابندیوں سے بالا ہیں اور ایسے لوگوں میں اخلاص کا پیدا ہونا کس قدر خوشکن ہے۔ امریکہ کی ایک جماعت نے لکھا ہے کہ فلاں شخص نے ہمارے ساتھ ایسا معاملہ کیا ہے جو ٹھیک نہیں۔ میں یہ تو نہیں جانتا کہ اس شخص نے ایسا کیا ہے یا نہیں، اس جماعت نے ایسا لکھا ہے لیکن ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہے کہ ہمیں اس شخص کی بدسلوکی کی پرواہ نہیں ہم نے دین کو قبول کیا ہے اور اگر کوئی شخص ہم سے اچھا معاملہ نہیں کرتا تو اس سے احمدیت پر کیا اعتراض ہے۔ آپ کو صرف اس لئے لکھا ہے کہ چونکہ آپ ہمارے امام ہیں اس لئے لکھیں کہ اب ہمیں کس کی طرف رجوع کرنا چاہئے اور کس سے دین سیکھیں۔ امریکہ کے رہنے والوں میں ایسا اخلاص حیرت انگیز ہے پھر وہاں مسٹر بارکر ایک وکیل ہیں، امریکہ کی کسی فرم نے ایک

تاریخی کتاب کا اشتہار دیا جو ان کے پاس بھی آیا اس کتاب کی قیمت بِالاقساط ادا کرنی تھی ، وہ کئی جلدوں کی کتاب تھی ، مسٹر بارکر نے بھی کتاب کی خریداری منظور کر لی ۔ جب کتاب ان کے پاس پہنچی تو اس میں بعض ایسی باتیں رسول کریم ﷺ کے متعلق درج تھیں جو پادری غلط طور پر یورپ میں شائع کرتے رہتے ہیں انہوں نے کتاب کا وہ حصہ دیکھا جو خلافِ واقعہ اور ہتک آمیز تھا تو فوراً اس فرم کو خط لکھا کہ میں اس کتاب کی قیمت نہیں دونگا کیونکہ یہ کوئی تاریخی کتاب نہیں بلکہ محض کہانیوں کا مجموعہ ہے اور ہمارے ہادی اور راہنما محمد ﷺ کے متعلق اس میں سراسر غلط اور خلافِ واقعہ باتیں درج ہیں اور میرا مقصد قیمت کی ادائیگی کے انکار سے یہ ہے کہ تم مجھ پر نالش کرو تا میں عدالت میں ثابت کر سکوں کہ واقعی محمد ﷺ کی ہتک کی گئی ہے ۔ فرم والے بھی بھلا کب خاموش رہنے والے تھے انہوں نے نالش کر دی ۔

شکاگو کی عدالت میں مقدمہ پیش ہوا ، وہاں کی یونیورسٹی کے بعض پروفیسروں کی شہادت ہوئی ، ہمارے مبلّغ صوفی مطیع الرحمٰن صاحب بنگالی کی بھی شہادت ہوئی اور عدالت نے فیصلہ دیا کہ واقعی کتاب میں محمد رسول اللہ ﷺ کے متعلق غلط باتیں درج ہیں اور مسٹر بارکر کا حق ہے کہ اس کی قیمت ادا نہ کرے ۔ یہ باتیں بتاتی ہیں کہ بیرونی ممالک میں جماعتیں عمدگی سے ترقی کر رہی ہیں اور یہ سب ترقی میرے ہی زمانہ میں ہوئی ہے اور جب کسی امر کے متعلق واقعات ظاہر ہو جائیں تو پھر اس میں شک کرنا تو ایسا ہی ہے کہ جیسے کہتے ہیں کسی کو جنگ میں تیر لگ گیا وہ خون دیکھتا جائے اور کہتا جائے کہ خدایا ! یہ خواب ہی ہو ۔ پس جب سب باتیں میرے متعلق پوری ہو رہی ہیں تو میں مجبور ہوں کہ دعویٰ کروں کہ یہ پیشگوئیاں میرے متعلق ہیں مگر باوجود اس کے میں کہتا ہوں کہ پیشگوئیوں کا تعلق عمر سے نہیں ہوتا ممکن ہے میری عمر بہت لمبی ہو لیکن اگر ایسا نہ بھی ہو تو بھی پیشگوئیوں پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا ۔ اگر اللہ تعالیٰ بیس سال میں مجھ سے اتنا کام لے لے جو دوسرے سو سال میں کرتے ہیں تو پیشگوئی پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے ۔ پھر یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ پیشگوئیوں کی ساری کیفیت اسی کی زندگی میں پوری ہونی ضروری نہیں جس کے متعلق کوئی پیشگوئی ہو ۔ رسول کریم ﷺ کے متعلق قرآن کریم میں پیشگوئی ہے کہ ہم نے رسول کو بھیجا ہے تا اسلام کو کُل ادیان پر غالب کر دیں ۔[۲] مگر اس کا اظہار آپ کے زمانہ میں نہیں ہوا بلکہ آپ کے بروز مسیح موعودؑ کے زمانہ میں سارے ملکوں میں اسلام

پھیلا لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ رسول کریم ﷺ کی پیشگوئی پوری نہیں ہوئی جب آپ کے کسی شاگرد کے ذریعہ پیشگوئی پوری ہو تو وہ آپ کی سمجھی جائے گی۔ آج اگر خدا تعالیٰ میرے ذریعہ امریکہ و افریقہ میں اسلام کو پھیلاتا ہے تو یہ کام میرا نہیں مسیح موعود علیہ السلام کا ہے اور آپ کا نہیں بلکہ رسول کریم ﷺ کا ہے۔ قرآن آپ لائے اور وہ آپ کے ہی دلائل ہیں جو اشاعت کا باعث بنتے ہیں۔ پس قرآن کریم کی یہ رسول کریم ﷺ کے متعلق پیشگوئی تیرہ سَو سال کے بعد پوری ہونی شروع ہوئی ہے جسے دیکھتے ہوئے ہمیں یقین ہے کہ اب یہ پوری ہو جائے گی مگر باوجود اس کے خدا تعالیٰ کا کلام سچا ہے کیونکہ اس کا آپ کے ذریعہ پورا ہونا بھی آپ کا ہی کام ہے پس اللہ تعالیٰ نے پیشگوئیوں میں میرے جو کام بتائے ہیں وہ ممکن ہے میرے ہاتھ سے ہی ہوں یا ممکن ہے میرے شاگردوں کے ہاتھوں سے ہوں اور اگر ایسا ہو تو بھی پیشگوئیوں پر کوئی اثر نہیں پڑے گا دیکھنے والی بات صرف یہ ہے کہ اس کا ظہور مجھ سے ہوا یا نہیں اور جو شخص بھی اس بارہ میں غور کرے گا اسے معلوم ہوگا کہ یہ ہو چکا ہے۔ قوموں کی رستگاری اور آزادی میرے ذریعہ ہوئی۔ احمدیت کی اشاعت، نظام جماعت میرے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے قائم کیا، جماعت کی شدید مخالفتوں کے مقابل پر اس نے مجھے اولوالعزم ثابت کیا، جب حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی وفات پر خطرناک فتنہ پیدا ہوا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کے دبانے کی توفیق دی، پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا درجہ کم کرنے کی جو کوششیں پیغامیوں نے کیں ان کا کامیاب مقابلہ کرنے کی اللہ تعالیٰ نے مجھے توفیق دی اور اس کے لئے مافوق العادت اور معجزانہ عزم مجھے بخشا اور اسطرح اولوالعزم کی پیشگوئی میرے متعلق پوری ہوگئی پھر دوسری خلافت پر مجھے متمکن کر کے اللہ تعالیٰ نے فضل عمر والی پیشگوئی کو بھی پورا کر دیا۔ حضرت عمرؓ کی تلوار سے جس طرح اسلام کے دشمن گھائل ہوئے اسی طرح میرے دلائل کی تلوار سے ہوئے اور اس طرح بھی یہ پیشگوئی پوری ہوئی، پھر جس طرح حضرت عمرؓ کے زمانہ میں مختلف بلاد میں اسلام پھیلا اسی طرح میرے زمانہ میں بھی اللہ تعالیٰ نے سلسلہ کے نام اور اسکی شہرت کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دیا اور اس طرح بھی یہ پیشگوئی پوری فرمادی۔ پھر میرے ذریعہ جماعت کا نظام قائم کر کے بھی اللہ تعالیٰ نے یہ پیشگوئی پوری فرمائی وغیرہ وغیرہ۔ اب اگر اللہ تعالیٰ کی مشیت چاہے کہ بقیہ حصے ان لوگوں کے ذریعہ پورے ہوں جو سچے طور پر میری بیعت میں شامل ہیں تو اس سے پیشگوئی پر کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ

رسول کریم ﷺ کے متعلق فرماتا ہے کہ اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰی اَعْقَابِکُمْ [3] اگر آپ فوت ہو جائیں یا مارے جائیں تو کیا تم اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے۔ جب صداقت کے ثبوت پورے ہو جائیں اور سب باتیں ظاہر ہو جائیں تو پھر کیا ابتلاء کا موقع رہ جاتا ہے پس یہ درست نہیں کہ عمر کی کمی سے پیشگوئی غلط ثابت ہوتی ہے جب بقیہ باتیں پوری ہو جائیں اور ایک اپنی سمجھ کے مطابق پوری نہ ہو تو اس کی تعبیر کرنی پڑے گی۔

لیکن جیسا کہ میں بتا چکا ہوں یہ ضروری نہیں کہ موجودہ خوابوں کی تعبیر عمر کی کمی ہو لیکن اگر لفظی تعبیر بھی ہو تب بھی بعض لوگوں نے لکھا ہے کہ ہم نے دعا کی تو معلوم ہؤا کہ آپ کی عمر بیس سال بڑھ گئی ہے اب کیا ممکن نہیں کہ کسی اور کی دعا سے تیس سال بڑھ جائے اور کسی اور کی دعا سے چالیس سال بڑھ جائے مگر میں کہتا ہوں کہ میرا کام سپاہی کی حیثیت رکھتا ہے میرا فرض یہی ہے کہ اپنے کام پر ناک کی سیدھ چلتا جاؤں اور اسی میں جان دیدوں۔ میرا یہ کام نہیں کہ عمر دیکھوں، میرا کام یہی ہے کہ مقصود کو سامنے رکھوں اور اسے پورا کرنے کی کوشش میں لگا رہوں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے میں اس یقین سے کھڑا ہوں کہ یہ مقصود ضرور حاصل ہوگا اور یہ کام پورا ہو کر رہے گا۔ یہ رات دن میرے سامنے رہتا ہے اور بسا اوقات میرے دل میں اتنا جوش پیدا ہوتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کا فضل نہ ہو تو میں دیوانہ ہو جاؤں۔ اس وقت ایک ہی چیز ہوتی ہے جو مجھے ڈھارس دیتی ہے اور وہ یہ ہے کہ میری یہ سکیمیں سب خدا کے لئے ہیں اور میرا خدا مجھے ضائع نہیں کرے گا۔ ورنہ کام کا اور فکر کا اسقدر بوجھ ہوتا ہے کہ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ عقل کا رشتہ ہاتھ سے چھوٹ جائے گا اور میں مجنوں ہو جاؤں گا مگر اللہ تعالیٰ نفس پر قابو دیتا ہے۔ ظلمت میں سے روشنی کی کرن نظر آنے لگتی ہے اور چاروں طرف مایوسی ہی مایوسی کے معاملات کو اللہ تعالیٰ امید اور خوشی سے بدل دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا میرے ساتھ یہ معاملہ شروع سے ہے جب میں خلافت پر متمکن ہؤا تو میری حالت کیسی کمزور تھی لیکن اس وقت خدا تعالیٰ نے مجھے بتایا کہ کون ہے جو خدا کے کام کو روک سکے اور بعد کے آنیوالے حالات نے بتا دیا کہ واقعی کوئی ایسا نہیں۔ حضرت خلیفہ اولؓ کی وفات پر قادیان کو چھوڑ کر باہر کی اکثر جماعتیں متردّد ہو گئی تھیں اور جب میں نے یہ اعلان کیا تو پیغامی لوگ میرا مضحکہ اڑاتے تھے مگر آپ میں سینکڑوں ہزاروں ایسے ہیں جن کو سخت مخالفت کے بعد اللہ تعالیٰ میری طرف کھینچ لایا۔ پس جس کی ساری زندگی توکل پر گزری ہو جو برملا

کہتا ہو کہ نہ مجھ میں علم ہے، نہ طاقت، نہ قوت ہے، نہ دولت، میں جاہل ہوں، کمزور ہوں، غریب ہوں اور میرے سب کام اللہ تعالیٰ ہی کرتا ہے وہ مشکلات سے کب گھبرا سکتا ہے۔ میں نے کبھی نہیں کہا کہ میں بڑا عالم ہوں بلکہ ہمیشہ یہی کہتا رہا ہوں کہ میں کچھ پڑھا لکھا نہیں ہوں مجھے نہ انگریزی آتی ہے نہ کوئی اور علم۔ مجھے صرف ایک ہی علم آتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی نصرت کا علم ہے اس سے میں نے ہر میدان میں غلبہ حاصل کیا ہے اور اسی نے میرے لئے ہر تاریکی کو روشنی سے بدل دیا اور جس کا ہر لمحہ اسی میں گزر رہا ہو وہ بھلا کب مایوس ہوسکتا ہے۔ میں اپنے سہارے پر نہیں کھڑا ہوں بلکہ مجھے کھڑا کرنے والی ایک اور طاقت ہے۔ جب تک مجھے اس کا سہارا ہے نہ میری موت مجھے نقصان پہنچا سکتی ہے اور نہ حیات خطرات میں ڈال سکتی ہے۔ رسول کریم ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں مگر کیا ان کا کام رُک گیا۔ میں اس بات سے نہیں گھبراتا اگر مشیّتِ ایزدی یہی ہے کہ میری موت واقعہ ہو جائے تو یقیناً اسلام کی اور میری بہتری اسی میں ہے اور اگر مشیّتِ الٰہی مجھے زندہ رکھنا چاہتی ہے تو اسلام اور میری بہتری اسی میں ہے۔

کبھی الہامی عبارتوں میں موت کے معنی ایک حالت سے دوسری میں انتقال کے بھی ہوتے ہیں دنیا میں انسان ہزاروں دفعہ زندہ ہوتا اور ہزاروں دفعہ مرتا ہے۔ کسی کو ایک بیوی سے انتہائی محبت ہوتی ہے مگر کسی وجہ سے وہ ٹوٹ جاتی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ انسان جو اُس عورت سے محبت کرتا ہے مر گیا، کبھی کسی انسان کو بدی سے محبت ہوتی ہے پھر وہ نیک ہو جاتا ہے جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ پہلا انسان مر گیا اور دوسرا پیدا ہؤا۔ پس کسی کو کیا معلوم ہے کہ موت کے کیا معنی ہوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا ہے کہ میں پہلے مریم تھا پھر عیسیٰ ہؤا اور پھر بروزِ محمد ﷺ۔ یہ بھی گویا موت اور حیات کا ایک سلسلہ تھا اس لئے کسی کو کیا معلوم ہے کہ اس موت سے کیا مفہوم ہے ہاں مجھے اس پر وثوق حاصل ہے کہ اسی وقت اگر میری جان چلی جائے تو جو باتیں میں نے کہی ہیں وہ قائم رہیں گی اور انہیں کوئی نہیں مٹا سکتا میں نے وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے کہی ہیں اور اس لئے وہ ہمیشہ قائم رہیں گی۔ درمیان میں گو بظاہر ایسا معلوم ہو کہ دشمن نے انہیں مٹا دیا مگر وہ نہیں مٹیں گی۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو باتیں آتی ہیں ان کی مثال اس کھلونے کی سی ہوتی ہے جسے آپ میں سے بعض نے دیکھا ہوگا ایک بڈھے بابا کی شکل بنائی ہوتی ہے جس کے سفید بال ہوتے ہیں وہ بکس میں بند ہوتا ہے اس کے ڈھکنے کو جب بند

کردیا جائے تو وہ بڑھا نیچے چلا جاتا ہے اور جب کھول دیا جائے تو جھٹ باہر آجاتا ہے پس اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والی باتیں بھی ایسی ہی ہوتی ہیں مجھے اللہ تعالیٰ سے آنے والی چیزوں سے تعلق ہے زندگی یا موت سے نہیں۔ اس سے آپ کو تعلق ہوگا کیونکہ جس سے محبت ہوتی ہے انسان کو اس کی زندگی کا فکر ہوتا ہے مگر میرے لئے یہی کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے کام کرنے کی توفیق ملے اور اسی میں جان چلی جائے چاہے آج چلی جائے چاہے پچاس سال بعد۔ اور جو اللہ تعالیٰ کے لئے مرتا ہے اسے اللہ تعالیٰ کی غیرت کبھی ضائع نہیں ہونے دیتی اور مجھے یقین ہے کہ ایسا ہی ہوگا اور پیشگوئیوں سے بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے اس لئے دوست بے شک دعائیں کرتے رہیں میں بھی بعض اوقات دعا کرتا ہوں ۔ یہ نہیں کہ نہیں کرتا اور وہ دعا اسی رنگ میں ہوتی ہے کہ الٰہی اسلام کی خدمت کی جو تجاویز میرے ذہن میں ہیں اگر ان کو بروئے کار لانے کا موقع ملے تو میں بھی اسلام کی ترقی کو دیکھ لوں اور کبھی نہیں بھی کرتا اور اس وقت دل پر اس خیال کا غلبہ ہوتا ہے کہ جس طرح خدا کی مرضی ہو، ہو جائے۔ دوست بے شک دعائیں کریں مگر جو بات سب سے ضروری ہے وہ یہ ہے کہ اصل مقصد ہمیشہ مدنظر رکھیں ۔ میری ضرورت اسی لئے ہے کہ اسلام کی خدمت کرسکوں ۔ پھر وہ بھی اسلام کی خدمت کے لئے اٹھیں اور اس کے لئے اسی طرح وقت دیں جس طرح میں چاہتا ہوں، اسلام اور احمدیت ایک ہی چیز ہیں اور اس وقت دونوں خطرہ میں ہیں اس لئے ہمیں چاہئے کہ عاجزی اور انکسار کے ساتھ خدا کے حضور گر جائیں اور اس کے ساتھ تبلیغ کے لئے پوری پوری کوشش کریں۔ آپ لوگوں میں سے ہزاروں ایسے ہیں جو گالیاں دیا کرتے تھے بعض لوگ بیعت کرنے لگتے ہیں تو ان کی چیخیں نکل جاتی ہیں کہ ہم بڑی گالیاں دیا کرتے تھے اور سینکڑوں خطوط ایسے آتے ہیں کہ ہم نے بہت مخالفت کی ہے اب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ سلسلہ کی خدمت کی توفیق دے۔ پس یہ مت خیال کرو کہ لوگ نہیں سنیں گے نکلو اور تبلیغ کرو، جاؤ اور پیغام حق لوگوں کو پہنچاؤ، اخلاص محبت اور پیار سے باتیں سناؤ تمہاری آنکھوں سے اخلاص ٹپکتا ہو، تمہاری باتوں سے محبت ظاہر ہو رہی ہو، تمہاری کسی حرکت میں کوئی رعونت نہ ہو، تمہارے دن رات اگر اس طرح تقسیم ہو جائیں کہ اگر اندر جاؤ تو یہی خیال ہو اور باہر آؤ تو یہی مدنظر ہو اور اگر تم خدا کے سامنے جھک جاؤ تو پھر زندگی کی غرض پوری ہوسکتی ہے جس دن آپ لوگوں کے اندر ایسا جنون پیدا ہو جائے گا جس دن مجھے ایسے نائب مل جائیں گے اس دن ہم دنیا میں

عظیم الشان تغیرات پیدا کر دیں گے۔

اسی غرض کے لئے میں نے ایک سکیم پیش کی تھی اس کے مالی حصہ کی طرف تو جماعت نے توجہ کی ہے مگر باقی کے لئے ابھی بہت توجہ کی ضرورت ہے باہر کی جماعتیں باقی حصہ کی طرف بھی توجہ کر رہی ہیں مگر قادیان میں اس کی طرف توجہ نہیں کی گئی۔ میں محلوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس بات کا انتظام کریں کہ ہر فرد جماعت سال میں ایک ماہ تبلیغ کیلئے وقف کرے اور جلد سے جلد ایسی فہرستیں تیار کر کے میرے سامنے پیش کریں۔ خالی روپیہ کی قربانی سے کچھ نہیں بنتا۔ اگر دس کروڑ روپیہ بھی جمع کر دیا جائے تو بھی جب تک جانی قربانی کے لئے دوست آمادہ نہ ہوں ترقی محال ہے اور جو شخص بارہ ماہ میں سے ایک ماہ بھی تبلیغ کے لئے نہیں دے سکتا اس سے یہ کیونکر توقع کی جاسکتی ہے کہ وہ جان قربان کر سکتا ہے پس تم اپنے اوقات کو اس طرح صرف کرو کہ زیادہ سے زیادہ وقت تبلیغ کے لئے نکال سکو۔ اس کے لئے روزانہ اٹھارہ گھنٹے بھی کام کرنا پڑے تو کرو اور اس سے ہرگز نہ ڈرو کہ اس طرح موت واقع ہو جائے گی کیونکہ خدا کے لئے جو جان جائے وہی حقیقی زندگی ہے۔ میں نے پہلے بھی بیان کیا ہے کہ ۱۷، ۱۸/اکتوبر ۱۹۳۴ء سے لے کر آج تک سوائے چار پانچ راتوں کے میں کبھی ایک بجے سے پہلے نہیں سو سکا اور بعض اوقات تو دو تین چار بجے سوتا ہوں۔ بسا اوقات کام کرتے کرتے دماغ معطل ہو جاتا ہے مگر میں سمجھتا ہوں کہ جب اسلام کا باطل سے مقابلہ ہے تو میرا فرض ہے کہ اسی راہ میں جان دے دوں اور جس دن ہمارے دوستوں میں یہ بات پیدا ہو جائے وہی دن ہماری کامیابی کا ہو گا۔ کام جلدی جلدی کرنے کی عادت پیدا کرو اُٹھو تو جلدی سے اُٹھو، چلو تو چُستی سے چلو، کوئی کام کرنا ہو تو جلدی جلدی کرو، دو گھنٹے کا کام آدھ گھنٹہ میں کرو اور اس طرح جو وقت بچے اسے خدا کی راہ میں صرف کرو۔ میرا تجربہ ہے کہ زیادہ تیزی سے کام کیا جا سکتا ہے۔ میں نے ایک ایک دن میں سو سو صفحات لکھے ہیں اور اس میں گو بازو شل ہو گئے اور دماغ معطل ہو گیا مگر میں نے کام کو ختم کر لیا اور یہ تصنیف کا کام تھا جو سوچ کر کرنا پڑتا ہے۔ دوسرے کام اس سے آسان ہوتے ہیں اسی ہفتہ میں مَیں نے اندازہ کیا ہے کہ میں نے دو ہزار کے قریب رقعے اور خطوط پڑھے ہیں اور بہتوں پر جواب لکھے ہیں اور روزانہ تین چار گھنٹے ملاقاتوں اور مشوروں میں بھی صرف کرتا رہا ہوں۔ پھر کئی خطبات صحیح کئے ہیں اور ایک کتاب کے بھی دو سَو صفحات درست کئے ہیں بلکہ اس میں ایک کافی تعداد صفحات کی اپنے

ہاتھ سے لکھی ہے۔

پس میں جانتا ہوں کہ اگر سُستی نہ کی جائے تو تھوڑے وقت میں بہت سا کام ہو جاتا ہے اس لئے وقت ضائع نہ کرو۔ ہمیشہ اپنے نفس سے پوچھتے رہو کہ ہم وقت ضائع تو نہیں کر رہے اور جب فرصت ملے تو اسے باتوں میں گنوانے کی بجائے تبلیغ میں صرف کرو اور پھر ہر شخص کم سے کم ایک ماہ تبلیغ کے لئے وقف کر دے۔ کارکن بھی باریاں مقرر کر لیں اور اس طرح ایک ایک ماہ دیں۔ صدر انجمن کو چاہئے کہ ان کے لئے انتظام کرے خواہ ان کی جگہ دوسرے آدمی رکھ کر ہی ایسا کرنا پڑے۔ اور اگر قادیان کے لوگ اس طرف توجہ کریں تو مجھے تین چار سَو مرد مبلّغ مل سکتا ہے گویا تین چار سَو ماہ کام کرنے کے لئے مل گئے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ ایک وقت میں پچیس تیس مبلّغ مل گئے۔ پس قادیان کے مختلف محلوں کو چاہئے کہ جس طرح مالی حصہ سکیم کے متعلق انہوں نے فہرستیں تیار کی تھیں۔ اس عملی حصہ سکیم کے متعلق بھی کریں کیونکہ یہ اس سے بہت اہم ہے۔ جلسے کر کے ایسے لوگوں کے نام لکھے جائیں جو ایک ایک ماہ دینے کو تیار ہوں اور یہ بھی معلوم کر لیا جائے کہ وہ کس ماہ وقت دینے کو تیار ہیں۔ اگر اس طرح کیا جائے تو قادیان کے لوگوں کے ذریعہ سے ہی سارے ضلع گورداسپور میں تبلیغ کی جا سکتی ہے۔

پس میں امید کرتا ہوں کہ جماعتیں محبت اور اخلاص کا اظہار عملی طور پر کریں گی۔ اس سکیم کا عملی حصہ باقی ہے پچھلے خطبہ کے بعد باہر سے کثرت سے درخواستیں آئی ہیں مگر قادیان والوں نے ابھی تک توجہ نہیں کی سوائے ان کے جنہوں نے کئی کئی سال کے لئے اپنی زندگیاں وقف کی ہیں باقی ایک ماہ دینے والے ایک دو سے زیادہ نہیں ہیں۔ پس محلوں میں ایسا انتظام کیا جائے کہ دوست ایک ایک ماہ دینے کے لئے اپنے نام لکھوائیں اور یہ بھی معلوم کر لیا جائے کہ وہ کب وقت دے سکیں گے بعض یونہی نام لکھوا دیتے ہیں ایسے لوگوں کو جب بلایا گیا تو کسی نے کہہ دیا مجھے فرصت نہیں۔ میں نے بھوپال میں زمین لی ہے میرا خیال تھا یہی کام وقف میں شمار کر لیا جائے۔ ایسے لوگوں نے سمجھا کہ جس طرح سکیم کے تمدنی حصہ کے متعلق میں نے کہا تھا کہ غرباء بھی ثواب میں شریک ہو سکتے ہیں شاید اس میں نام لکھوانا بھی ایسا ہی ہے پس جو دوست چاہیں یہ لکھوا سکتے ہیں کہ سال میں کوئی ایک مہینہ لے لیا جائے یا فلاں سے فلان مہینہ تک یا پھر کوئی خاص مہینہ معیّن کر دیں۔ اور جو لوگ وقت نہ دے سکتے ہوں وہ

یونہی اپنے نام نہ لکھوائیں بلکہ پہلے جو ایسے لوگ نام دے چکے ہیں وہ بھی واپس لے لیں۔ ورنہ میں ان کے متعلق اعلان کردونگا کہ انہوں نے محض شُہرت کے لئے نام لکھوادیئے تھے بعض طالب علموں نے نام لکھا دیئے ہیں جب بلایا جائے تو کہہ دیتے ہیں ہم طالب علم ہیں حالانکہ جب میں نے کہا تھا کہ طالب علم نام نہ لکھوائیں تو انہوں نے کیوں لکھوادیا۔ پس ایسے لوگ اپنے نام واپس لے لیں یا یہ لکھ دیں کہ ہمارا وقت فلاں وقت سے شروع ہوگا اس کے بعد ان پر اعتراض نہ ہوگا لیکن اگر (قادیان سے باہر کے لوگوں کے لئے خطبہ شائع ہونے کے) دس روز تک ایسے لوگوں نے نام واپس نہ لئے تو میں اعلان کردوں گا کہ انہوں نے محض شہرت کے لئے نام لکھوادیئے تھے۔

میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ جتنی بھی عمر ہمیں ملنی ہے وہ نیک اور پاک ہو اور وہ ہمیں توفیق دے کہ اپنی زندگیوں کو ہم اس کی رضاء میں صرف کرسکیں اور ہر روز زیادہ سے زیادہ اصلاح یافتہ اور خدا سے پیار کرنے والے ہوں۔ اس کے فضلوں کے مستحق ثابت ہوں۔ جب موت آئے اس کی خوشنودی رضاء اور برکات کے ماتحت آئے اور موت کے بعد کی زندگی موجودہ زندگی سے لاکھوں درجہ بڑھ کر اچھی ہو۔ ہماری زندگیاں خدا کے لئے ہوں اور موت بھی خدا کے لئے ہو وہی ہمارا سہارا اور ہمارے توکل کی جگہ ہو۔

(الفضل ۱۲؍فروری ۱۹۳۵ء)

---

۱ موضوعات کبیر۔ ملّا علی قاری صفحہ ۷۵۔ مطبوعہ دھلی ۱۳۴۶ء۔

۲ هُوَالَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ وَلَوْ کَرِهَ الْمُشْرِکُوْنَ (الصف:۱۰)

۳ آل عمران:۱۴۵